رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہوجائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ہیں ابھی اک نورانی چہرہ کے پرستار ہمیں ہوں

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

الفضل

خداتعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی اُنسے نبوت ثابت ہوسکتی ہے ...... لیکن پھر بھی ...... لوگ ...... نہیں مانتے (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

چندہ ساڑھے چار روپے مقامی خریداروں سے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خطوکتابت بنیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ غیر ممالک سات روپیہ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

قیمت پیشگی [illegible]

جلد ۲ | مورخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۲۷ صفر المظفر سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۹۱

مدینۃ المسیح

خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت میں نمایاں ترقی ہورہی ہے۔ خاندان رسالت میں بہمہ وجوہ خیروعافیت ہے +

منشی سخاوت حسین صاحب شاہجہانپور سے کچھ عرصہ کے یہاں دینی تعلیم حاصل کرنے اور قرآن شریف کے حفظ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اور جماعت مبلغین کے سبقوں اور لیکچروں میں شامل ہوتے رہے ہے انھوں نے اپنی تعلیم کو تکمیل تک پہنچانے کے بعد واپس وطن روانہ ہونے پر تمام مبلغین کو ٹی پارٹی دی +

مبلغین کی تازہ جماعت میں دن بدن اور طلباء داخل ہورہے ہیں اور انکی پڑھائی باقاعدہ شروع ہوگئی ہے۔ ہم انشاءاللہ اس جماعت کے مضامین اور پروفیسروں کے متعلق عنقریب مفصل حالات سے ناظرین کو مطلع کرینگے +

تازہ خبریں

(۱) لنڈن ۱۱ جنوری۔ پیٹروگراڈ میں سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ دسویں جیش کی باقیماندہ سپاہ کو افسوسناک تباہی سے بچانے کیلئے ترکوں نے زبردست جارحانہ کارروائی اختیار کی ہے + لنڈن ۱۱ جنوری۔ ریوٹر ایجنسی کو معلوم ہوا ہے کہ ایتھنز کے سرکاری تاروں سے پایا جاتا ہے کہ ایشیائے کوچک میں یونانیوں کی حالت نہایت ہی ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئی ہے ترک حکام یونانی باشندوں کے قتل اور تاخت وتاراج کے واقعات سے اغماض ہی نہیں کرتے بلکہ علانیہ ان کے ارتکاب میں مدد دیتے ہیں اور یونانی عنصر کا استیصال کرنیکے لئے بڑے بڑے بدمعاشوں سے کام لے رہے ہیں۔ سال گذشتہ کے موسم سرما میں ایشیائے کوچک سے ایک لاکھ بیس ہزار یونانی نکالے جاچکے ہیں جسکے بعد موجودہ حالت نہایت نازک ہوگئی ہے اور یونانی گورنمنٹ کو نہایت اندیشناک صورت کا سامنا ہے + ایتھنز بابعالی نے دول اسلاف ثلاثہ اور یونان کی تمام رعایا کو حلب میں جمع کردیا ہے +

(۲) یونان اور ٹرکی کی اندیشناک حالت نہایت نازک صورت اختیار کرگئی ہے +

(۳) لنڈن ۱۰ جنوری۔ رائٹر کو بغداد سے معتبر خبر ملی ہے کہ وہاں جہاد کا اعلان کرنیکی کوشش میں ناکامی ہوئی ہے اور عرب ترکوں کے اس استدلال کو تسلیم نہیں کرتے کہ موجودہ جنگ کو مذہبی معاملات سے کسی قسم کا تعلق ہے +

(۴) لنڈن ۱۰ جنوری۔ گورنمنٹ پروشیا نے حکم دیا ہے کہ قیصر کی سالگرہ کے روز کسی قسم کا جلسہ ناچ راگ یا ضیافت نہ کیجائے بلکہ اسے ایک مذہبی تہوار کیطرح خاموشی سے منایا جائے اور صرف کلیسیا کی پریڈ ہو +

(۵) قاہرہ ۱۰ جنوری سر آرتھر مکمیین ہائی کمشنر آج یہاں پہنچ گئے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر وپبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

جنگ یورپ

کلکتہ ۱۲ - جنوری - اخبار الہلال کو کامریڈ کی جو کاپی تبادلہ میں موصول ہوئی تھی - اس کی ضبطی کے خلاف الہلال کی اپیل کا ہائی کورٹ کے ججوں نے فیصلہ کر دیا ہے *

ایک شخص کا چشم دید بیان - (لنڈن ۱۱ - جنوری) ہیڈ کوارٹر کے ایک شخص کا بیان ہے - کہ موسم ہنوز گرم ہے - مگر بارش کا طوفان آ رہا ہے - فریقین کے لئے پانی کے مسئلہ کا حل نہایت مشکل ہو رہا ہے - اور خندقوں سے پانی کے مسلسل اخراج و نکاس کی ضرورت ہے - دشمن نے کیچڑ آمیز پانی نکال کر اس کا رخ ہماری طرف پھیرنے کی ناکام سعی کی - یقین کیا جاتا ہے - کہ جرمن لوگ برقی طاقت سے پانی خارج کرتے ہیں -

دریاؤں کی طغیانی - آلات پرواز رپورٹ کرتے ہیں - کہ جنوب بلجیم کا تمام علاقہ سیلاب سے تر آب ہے - شیلڈٹ اور فرس کے دریا طغیانی پر ہیں *

روسی بیان - لنڈن - ۹ - جنوری - پیٹرز گریڈ کا سرکاری تار مظہر ہے - کہ دسچولا کے بائیں جانب جنگ سخت ہوتی جاتی ہے - باوجود سخت نقصان کے جرمنوں نے مختلف مواقعہ پر سختی سے حملہ کیا - اور عارضی طور پر ہمارے آگے کی خندقوں پر قابض ہو گئے - مگر ہم نے سنگینوں کے زور سے دشمن کو ان خندقوں سے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا *

روسیوں نے یوکوڈینہ میں ایک ہفتہ کے اندر لڑتے ہوئے ۵۰ میل پیشقدمی کی - اور اس سلسلہ کوہ تک پہنچ گئے ہیں - جو یوکوڈینہ کو ہنگری سے جدا کرتا ہے ہزاروں آدمیوں کو گرفتار کرنے کے علاوہ بہت سامال غنیمت بھی ان کے ہاتھ آیا *

توپخانہ کی جنگ - ۴ - جنوری کو ہمارے توپخانہ نے لابسی کے جنوب میں دشمن کی گولہ و بارود سے بھری ہوئی ایک گاڑی اڑا دی - اور دشمن کی اتواپ کو خاموش کر دیا - دشمن کا توپخانہ سہ شنبہ کو زیادہ مستعد تھا - مگر ہمارا توپخانہ اس پر بھی فوقیت رکھتا تھا جس نے ہماری خندقوں پر دشمن کی آتش فشانی کا سدباب کر دیا - جرمنوں نے چہار شنبہ کو ارسنٹیئرز کے نواح پر سختی سے گولہ باری کی - باوجود اجتماع آب و سیلاب دہنی طرف ہماری پیشقدمی کا سلسلہ جاری رہا - دشمن نے شب کو خندقوں کے عقب میں غیر معمولی مستعدی کا اظہار کیا - پنجشنبہ کو ہمارے توپخانہ نے مرکز سے دشمن کو نکالدیا - اور ایک بارٹر دہنی طرف کے مکان کو منہدم کر کے چند آدمیوں کے اتلاف کا موجب ہوا *

یہ لڑائی جہاد نہیں - لنڈن ۱۰ - جنوری ریوٹر کو معلوم ہوا ہے - کہ بغداد میں اس لڑائی کو جہاد سے منسوب کرنے کی جو کوششیں کی گئی تھیں وہ ناکام رہیں - اہل عرب ترکی حکام کے اس بیان پر کان نہیں دہرتے - کہ یہ مذہبی لڑائی ہے - وہ جنگ ہذا سے مذہب کا کوئی تعلق نہیں دیکھتے *

صلح کی افواہ - لنڈن ۷ - جنوری - پیرس اخبار ٹمیس اس افواہ پر کہ جرمنی روس و فرانس سے جداگانہ صلح کرنے کے لئے ریشہ دوانیاں کر رہا ہے - اور گریٹ برٹن کو اس نے اس بارہ میں بالکل نظر انداز کر دیا ہے - بحث کرتا ہوا اظہار ناراضی کر رہا ہے - کہ جرمنی کیوں ایسی فضول گفتگو میں وقت ضائع کر رہا ہے ایسی شرمناک تجاویز کو روس و فرانس میں سے کوئی بھی رضا و رغبت سے دیکھیگا - اگر یہ دونوں جرمنی کے چکمہ میں آ گئے - تو پھر بھی انگلستان مقابلہ میں اڑا رہیگا - اور جرمنی کی بحری تجارت گریٹ برٹن کے رحم پر ہو گی *

کامرونز میں جرمن شکست - لنڈن ۔ جنوری سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے - کہ جرمنوں نے بہت بڑی سپاہ سے الایہ (کامرونز) پر حملہ کیا - مگر پسپا ہوئے - ۲۰ یورپین اور ۵۰ دیسی مقتول میدان میں چھوڑ گئے -

زخمیوں کا معائنہ - لنڈن ۱۰ جنوری - ملک معظم و ملکہ معظمہ برائٹن میں ہندوستانی زخمیوں کے متعلق انتظامات کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے - ایک زخمی نے جس سے ہز میجسٹی نے گفتگو فرمائی - ہندوستان میں اپنی آراضی کے بارہ میں درخواست کی - ہز میجسٹی نے اسے تحریری درخواست دینے کے لئے کہا - ہز میجسٹیز دونیک مٹریمے - اپن ساسائی دیہاں سے مخاطب رہے - جو سینیئر میڈیکل افسر کے ہندوستانی مشیر ہیں *

انگلستان سے مزید گورہ فوج کے دو جہاز ۹ - جنوری کو بمبئی پہنچے *

ہوائی بمب - لنڈن ۱۱ - جنوری - تقریباً درجن بھر جرمن ہوا بازوں نے (اتوار ۱۰ - جنوری) کے دن شہر ڈنکرک اور اس کے مضافات پر پرواز کر کے تیس قریب بمب پھینکے مگر پیش بندیوں کی وجہ سے جانوں کا چنداں زیادہ نقصان نہ ہوا *

ترکی مستعدی - پیٹرز گراڈ - روسی سرکاری بیان ہے - کہ ترکوں نے اپنے دسویں جیش کے بقیۃ السیف کو قابل رحم حالت سے نکالنے کے لئے مستعدی جارحانہ پہلو اختیار کیا ہے *

جرمن مظالم کی داستانوں کو شکر بقول سول اور ملٹری خود انگلستان اور ہندوستان میں بھی کئی ایسے شخص ہیں جو ناک بھوں چڑھا کر کہدیتے ہیں - کہ یہ سب اخبار مبالغہ آمیز قصے ہیں - اور اگر صراحت کی جائے - تو جواب دیتے ہیں - کہ جنگ آخر جنگ ہے - دوسرے ملکوں کی فوجیں بھی وہی کرتیں جس کا الزام جرمنوں پر لگایا جاتا ہے - مگر ایسا انداز اختیار کرنے والے حقائق سے چشم پوشی کرتے ہیں - اور جو کچھ اہل بلجیم پر گذرا ہے - اگر اسکا عشر عشیر بھی ان پر گذرے - تو کبھی ایسے لفظ زبان سے نہ نکالیں - جرمن قساوت کا یہ کیا کم ثبوت ہے - کہ مشرقی ساحل انگلستان کے تین بے پناہ شہروں پر خواہ مخواہ گولہ باری کر کے کئی معصوم اہل شہر اور عورتوں بچوں کا خون بہادیا - ان لوگوں کو یہ نہیں سوجھتا - کہ جرمن سپاہی لڑائی کی برافروختگی یا نشہ کی بدمستی میں وحشیانہ حرکات کے مرتکب نہیں ہوئے بلکہ یہی ان کی حکومت کا بھی یہی منشا ہے - جس نے اپنی مستقل پالیسی قایم کر لی ہے - کہ اسطرح سے لوگوں کے دلوں میں دہشت بٹھا دی جائے *

ضبطی ضمانت - ڈیرہ دون کے انگریزی اخبار کاسموپالیٹین کی ضمانت تعدادی پانسو روپیہ ضبط ہو گئی ہے - ۱۳۰ دسمبر کے پرچہ میں اس نے حالات جنگ پر ایسی رائے ظاہر کی تھی جسکو لاٹ صاحب صوبجات متحدہ نے سرکار کے حق میں مضر تصور کیا - اس تاریخ سے کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۱۴ر جنوری ۱۹۱۵ء

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو

نمبر ۲

پچھلے نمبر میں مَیں نے بتایا تھا کہ گالی کیا چیز ہے۔ اور یہ کہ ہر ایک سخت لفظ جو اپنے موقع اور محل پر استعمال ہو۔ گالی نہیں ہو جاتا بلکہ بعض اوقات سختی کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور اسی پر عملی طور سے کل مہذب دنیا متفق ہے۔ اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ گالی کی بعض قسمیں نہایت مذموم ہیں۔ مگر وہ جو مہذب کہلاتے ہیں۔ انہیں برابر رائج ہیں۔ اور کوئی نہیں کہتا کہ یہ بُری بات ہے ٭

اوّل تو یہ کہ لاتسبّوا الدہر کے خلاف ہر نئے سال پر پچھلے سال کو بے نقط سنائی جاتی ہیں۔ اور اسے منحوس۔ ملعون۔ سفاک۔ ظالم اور کیا کچھ کہا جاتا ہے۔ اور یہ ایک قسم کا فیشن ہو گیا ہے۔ تعجب ہے کہ مسلمان بھی اس بلا میں مبتلا ہیں اور ان کے اخبار بھی اس سے خالی نہیں۔ بڑے بڑے ادیب اور انشاء پرداز مولانا و بالفضل اولنا مشہور ہیں۔ مگر مضمون لکھتے وقت اس حدیث کا خیال تک نہیں کرتے کہ یسبنی ابن آدم۔ ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے کس طرح؟ یسب الدہر وانا الدہر۔ زمانہ کو گالی دیتا ہے۔ اور وہ میں ہوں ایک طرف والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ۔ دکھ و سکھ اور اس کا اندازہ اللہ کی طرف سے ماننا اور دوسری طرف پھر گالیاں دینا یہ کونسا اسلام ہے۔ جس پر ہمارے فضلاء قائم ہیں۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ۱۹۱۴ء میں جو دکھ آپ کو۔ یا آپ کے کسی عزیز کو پہنچے۔ یا جو مصیبتیں نازل ہوئیں۔ کیا وہ ۱۹۱۴ء کے اختیار میں تھیں۔ کیا ان کا بھیجنے والا اللہ تعالیٰ نہیں ہے۔ ضرور ہے کیا اللہ تعالیٰ مالک الملک حکیم و علیم ارحم الراحمین نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔ پھر ۱۹۱۴ء کو بُرا بھلا کہنا کیا دوسرے الفاظ میں یہ معنے نہیں رکھتا۔ کہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کو کھلی کھلی گالیاں دے رہے ہیں۔ میں تمام مسلم اخبارات کے ایڈیٹروں کو نہایت ادب و اخلاص سے اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اس خصوص میں اپنا طرز عمل بدلیں۔ اور کبھی کسی سن یعنی زمانہ کو بُرا نہ کہیں فارسی لٹریچر کی آفت ہمارے سر سے ابھی نہیں اُتری کہ اس میں آسمان کو کوسا جاتا ہے۔ حالانکہ آسمان کا کچھ قصور نہیں مصائب و بلا بھیجنے والا تو اللہ ہے۔ اب اس کو کہتے ہو تو دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنے ہیں کہ جیون تت کی ہمنوائی ہے۔ فرق صرف اتنا رہ گیا کہ وہ کھلے لفظوں میں خدا تعالیٰ کو کچھ کہہ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک خدا کوئی ہے ہی نہیں۔ اور سنین و شہور و دہر کو بُرا کہنے والے نام بدلا کر کچھ کہہ لیتے ہیں۔ ورنہ درحقیقت بات ایک ہی ہے۔ اسی طرح طاعون کے ساتھ ملعون کا قافیہ ہمارے بعض مضمون نویسوں (الحمد للہ کہ احمدی اس میں شامل نہیں) کو کچھ ایسا پسند آیا ہے کہ اس کے بغیر طاعون کا لفظ انکی زبان و قلم سے نکلتا ہی نہیں۔ اب غور کرنے کی بات ہے کہ طاعون کس لحاظ سے ملعون ہے۔ کیا وہ خدا نے نہیں بھیجی۔ اور اس کا باعث ہماری ہی بداعمالیاں اور ہماری شقاوتیں اور خدا کے رسول کا انکار نہیں۔ پس اب سوچو کہ ملعون کون ہے۔

غرض گالی کی ایک مذموم قسم یہ ہے کہ خدا کو کھلم کھلا نہیں تو کسی آڑ میں گالیاں دی جائیں ٭

پھر ایک اور مذموم قسم ہے وہ یہ کہ اگر کوئی کام نرمی سے تہذیب سے نکل سکتا ہو۔ بلکہ اس صورت میں زیادہ کامیابی متصور ہو۔ تو اسے چھوڑ کر خواہ مخواہ غیر محل پر سختی اور بد تہذیبی سے کام لیا جاوے۔ اور عذر یہ کیا جائے کہ ہمارا مدمقابل جو ایسا کرتا ہے۔ ہمارے دوستوں کو بالخصوص یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کُتا اگر کاٹ کھائے تو جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے یہ معنے نہیں کہ ہم انسان ہو کر بھی دانتوں ہی سے اس کا بدلہ لیں۔ بہتر ہے کہ اس کا کسی اور مناسب طرز میں انتظام کریں۔

ایک مہذب اور غیر مہذب میں یہی تو فرق ہے کہ مہذب انسان بُرائی کا دفعیہ کسی احسن تدبیر سے کرتا ہے۔ اور اپنے آپکو اس آلائش میں مبتلا نہیں ہونے دیتا جس میں اس کا مدمقابل ہے یہ سچ ہے کہ بعض اوقات عزت و وجاہت کے بتوں کو توڑنے کے لئے اور وہ جو نمائشی زہد و اتقا کا پوڈر مل کر پبلک میں رونما ہو رہے ہیں۔ انکی اصلیت دکھانے کے لئے ان کے پوست کندہ حالات کچھ افشاء کرنا پڑتا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ یہ بات بغیر کسی گالی کے بھی ادا ہو سکتی ہے۔ اور لفظ گالی کی تشریح پہلے نمبر میں ہو چکی ہے۔ پس میں اپنے برادران طریقت کو اس ضروری امر کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ بدی کے مقابل میں کسی بدی کے مرتکب نہ ہوں بلکہ اگر مردی احسن الیٰ من اساء پر عمل پیرا ہوں۔ اگر کوئی گالی دے تو اس کا جواب گالی نہیں۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس کی قلبی حالت کا انکشاف کر دو۔ اور وہ صورت اختیار کرو جس میں اصلاح مدنظر ہو۔ اگر نرمی اور دعا دینے سے اصلاح ہو تو یہی بہتر طریق ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ تم اس سے متاثر ہونے لگو۔ اور وہ جسے اصطلاح میں بے غیرتی بلکہ کچھ اور کہتے ہیں اس سے موصوف ہو جاؤ۔ تبری اور چیز ہے۔ اور تبرا اور چیز۔ ناپاکوں سے الگ ہونا ضروری۔ ان مومنوں والی موافقت و موالفت رکھنا ممنوع۔ مگر تبرا بہت ہی ناپسند اور مکروہ فعل ہے۔ اصل میں گالی وہی دیتا ہے جو کمزور ہو۔ وہ شخص آپس میں گتھم گتھا ہو رہے ہیں جو ان میں سے کمزور ہو گا۔ گالیوں پر اسی کا زور ہو گا۔ پس جو بحث مباحثہ میں اور مناظرہ میں گالیوں پر اُتر آئے دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ ہار گیا۔ اور اس کے پاس کوئی دلیل نہیں رہی۔ اقوام عالم کے حالات پر غور کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گندی گالیاں اسی قوم میں زیادہ ہیں جو ہمیشہ مفتوح رہی ہو۔ فاتح قوموں میں بہت کم گالیاں ہوتی ہیں۔ پس وہ جسے خدا نے کامیاب پر کامیاب کیا۔ جو خدا کے فضل سے ہر معاملہ میں بامراد ہے اُسے جھنجلانے کی کیا ضرورت۔ اور گالیاں دینے سے کیا فائدہ۔ میں مانتا ہوں کہ بعض اوقات اپنے مطاع و آقا کے حق میں گالیاں دیکھ کر انسان کی طبیعت بے اختیار ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ حال میں شائع ہونیوالے ایک رسالہ بر عکس نہند میں یہ ضلالت ایک پاسی ہاتھ سے پھیلائی گئی ہے۔ لیکن صبر اور تحمل کی صفت کا ظہور بھی تو ایسے ہی موقعوں کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ پھر گالی دینے والوں کی ایک اور صنعت ہے۔ جو اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور جس کی تعریف حدیث کے ان الفاظ میں ہے۔ السنتھم احلی من العسل و قلوبھم قلوب الذیاب۔ یہ لوگ بظاہر بہت نرم الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ہمیشہ اپنے آپ کو مظلوم دکھا کر دوسروں کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ہر وقت صلح کا بے ہنگم راگ الاپتے رہتے ہیں مگر انکی یہ نرمی یہ تہذیب یہ تحمل یہ برداشت محض کسی ایسی معاملہ تک ہوتی ہے جس کا اثر براہ راست انکی ذات پر نہ پڑے۔ جب ان کا ذاتی معاملہ کوئی ہو تو سب نرمی سب تحمل سب برداشت اور اس کے متعلق وعظ دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ اور وہ بھاڑ کھانے والے بھیڑیا بن جاتے ہیں۔ انکی آنکھیں جو قومی غم میں آنسو بہاتی رہتی ہیں۔ مشتعل ہو کر جوار بھاٹا بن جاتی ہیں۔ ان

کی زبانیں جو ہر وقت دُعائیں کرنے کا ادعا رکھتی ہیں۔ مغلظات کے سمندر کی دیل مچھلیاں ہو جاتی ہیں۔ وہ دل جو زمین و آسمان کی وسعت اپنے اندر رکھنے کے مدعی ہوتے ہیں۔ ایسے تنگ ہو جاتے ہیں کہ ان میں وہ خود بھی نہیں سما سکتے۔ اور کپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اغیار کے لئے انکے دسترخوان کھلے ہیں۔ مگر اپنوں کے واسطے بائیکاٹ اور مقاطعہ ان کا محبوب ترین طرز عمل ہے۔ خدا ایسے لوگوں سے بچائے۔ یہ بہت خطرناک ہیں۔ ان کا علاج میرے نزدیک خاموشی اور حضرت اقدسؑ کا متذکرۃ الصدر شعر ہے۔

گالیاں سُنکے دُعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرت المسیح

جناب میر حامد شاہ صاحب اپنے متعلق ایک واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح کی ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔ گو اس کے الفاظ تھوڑے اور فقرات مختصر ہیں۔ لیکن اہل ذوق کے لئے بہت بڑا ذوق اور حظ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم ذیل میں اس واقعہ کو جناب شاہ صاحب موصوف کے اپنے الفاظ میں درج کرتے ہیں:۔

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایام حیات میں حضرت سیدنا محمود حضور مرحوم کی صحبت اور معیت ایک دم کے لئے ترک کرنا گوارا نہ فرماتے تھے۔ حضور مرحوم کی ہر وقت کی اندرونی اور بیرونی معیت ایک خصوصیت کے ساتھ ہے۔ جب کبھی حضور برآمد ہوتے تھے۔ تو آپ سایہ کی طرح ساتھ ہوتے تھے۔ اور جب حضور امت محمدیہ کے غم میں اور اسلام کی ترقی کے تفکرات میں صحن خانہ میں سرنگون قدم انداز ہوتے تھے۔ تو آپ بھی قدم بقدم سر جھکائے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ یہ ابتدائے زمانہ کا ایک واقعہ ہے۔ اور ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے حضور مرحوم و مغفور کی خدمت میں قادیان میں کچھ عرصہ قیام کے بعد رخصت حاصل کرنے کے واسطے عرض کیا۔ حضور اندر تشریف رکھتے تھے۔ اور چونکہ حضور کی ذرہ ذرہ رحمت بے پایاں نے خادموں کو اندر پیغام بھجوانے کا موقعہ دے رکھا تھا۔ اس واسطے اس عاجز نے اجازت طلبی کے واسطے اندر پیغام بھجوایا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ وہ ٹھہریں ہم ابھی باہر آتے ہیں۔ یہ سنکر میں بیرونی میدان میں گول کمرہ کے ساتھ کی مشرقی گلی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور باقی احباب بھی یہ سنکر کہ حضور باہر تشریف لاتے ہیں۔ پروانوں کی طرح اِدھر اُدھر سے اس شمع انوار الٰہی پر جمع ہونے کے لئے آگئے یہاں تک کہ حضرت سیدنا مولوی نورالدین صاحب بھی تشریف لے آئے۔ اور احباب کی جماعت اکٹھی ہو گئی۔ ہم سب کچھ دیر انتظار میں چشم براہ رہے کہ حضور اندر سے برآمد ہوئے۔ اور خلاف معمول کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کے ہاتھ میں دودھ کا بھرا ہوا لوٹا ہے۔ اور گلاس شاید حضرت میاں صاحب کے ہاتھ میں ہے اور مصری رومال میں ہے۔ حضور گول کمرہ کی شرقی گلی سے برآمد ہوتے ہی فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب کہاں ہیں۔ میں سامنے حاضر تھا فی الفور آگے بڑھا اور عرض کیا کہ حضور حاضر ہوں۔ حضور کھڑے ہو گئے۔ اور مجھ کو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں اسی وقت زمین پر بیٹھ گیا۔ گلاس میں دودھ ڈالا گیا۔ اور مصری ملائی گئی۔ مجھے اس وقت یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت محمود نے میرے ہاتھ میں گلاس دودھ بھرا دیا یا خود حضور نے مگر یہ ضرور ہے کہ حضرت محمود اس کرم فرمائی میں شریک ہے۔ میں نے جب وہ گلاس پی لیا۔ تو پھر دوسرا گلاس پُر کر کے عنایت فرمایا گیا۔ میں نے وہ بھی پی لیا۔ گلاس بڑا تھا میرا پیٹ بھر گیا۔ پھر اسی طرح تیسرا گلاس بھرا گیا۔ میں نے بہت شرمگین ہو کر عرض کیا کہ حضور اب تو پیٹ بھر گیا ہے۔ فرمایا ایک اور پی لو۔ میں نے وہ تیسرا گلاس بھی پی لیا۔ پھر حضور نے اپنی جیب خاص سے چھوٹی چھوٹی بسکٹیں نکالیں اور فرمایا۔ کہ یہ جیب میں ڈال لو راستہ میں اگر بھوک لگی تو یہ کھانا۔ میں نے وہ جیب میں ڈال لیں۔ حضرت محمود لوٹا اور گلاس لے کر اندر تشریف لے گئے اور حضور نے فرمایا کہ چلو آپ کو چھوڑ آئیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اب میں سوار ہو جاتا ہوں اور چلا جاؤں گا۔ حضور تکلیف نہ فرمائیں۔ مگر اللہ رے کرم و رحم کہ حضور مجھ کو ساتھ لے کر روانہ ہو پڑے۔ باقی احباب بھی جو موجود تھے ساتھ ہوئے۔ اور یہ پاک مجمع اسی طرح اپنے آقا مسیح موعود کی معیت اس عاجز کے ہمراہ روانہ ہوا۔ حضور حسب عادت مختلف تقاریر فرماتے ہوئے آگے آگے چلتے رہے یہاں تک کہ بہت دُور نکل گئے۔ تقریر فرماتے جاتے تھے اور آگے بڑھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا و مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے قریب آکر مجھے کان میں فرمایا کہ آگے ہو کر عرض کرو اور رخصت لو۔ جب تک تم اجازت نہ مانگو گے حضور آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ میں حسب ارشاد والا آگے بڑھا اور عرض کیا کہ حضور اب سوار ہوتا ہوں حضور تشریف لے جائیں۔ اللہ اللہ کس لطف سے اور مسکراتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اچھا ہمارے سامنے سوار ہو جاؤ۔ میں یکہ پر بیٹھ گیا اور سلام عرض کیا تو پھر حضور واپس ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ محمد شادی خاں صاحب بھی اس وقت بٹالہ جانے کے واسطے میرے ساتھ سوار تھے انھوں نے حضور کی اس کریمانہ عنایت خاص پر تعجب کیا اور دیر تک راستہ میں مجھ سے تذکرہ کرتے رہے۔ اور ہم خوش ہو ہو کر آپ کے اخلاق کریمانہ کے ذکر سے مسرور ہوتے تھے۔ اے خدا کے پیارے اور محمدؐ کے دُلارے مسیح موعود تجھ پر ہزار ہزار سلام ہوں کہ تو اپنے عاجز خادموں پر کیسا مہربان تھا۔ تیری محبت ہمارے ایمانوں کے لئے اکسیر تھی۔ جس سے ہمارے مس خام کو کندن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تیرے اخلاق کریمانہ اب بھی یاد آکر خدا تعالےٰ کے حضور میں ہمارے قرب کا موجب ہو رہے ہیں۔ حضرت محمود کی اس وقت کی معیت کا راز اب کھل گیا ہے کہ اس عاجز پر خاص فضل ہوا۔ اور وہ دودھ جو اس وقت خصوصیت سے مجھے پلایا گیا تھا حضرت فضل عمر کی معرفت کا علم بخشنے والا ہوا۔ اور خدا کا شکر کرتا ہوں کہ مجھے وہ سعادت نصیب ہوئی۔ کہ جس کا مجھ کو نشان و گمان بھی نہ تھا۔ کئی پہلے تھے۔ جو پیچھے ہو گئے۔ اور کئی پچھلے تھے جو پہلے ہو گئے چھوٹوں بڑوں کی تمیز آسمانی طاقت نے کر دی کہ بڑے چھوٹے ہو گئے اور چھوٹے بڑے ہو گئے۔ وذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

ناظرین الفضل۔ الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے خاص طور پر کوشش فرمائیں

(مینجر)

عیسائیوں کے ایک اعتراض کا جواب

لفظ ذنب کی حقیقت

عیسائی صاحبان اکثر یہ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذنب کا لفظ قرآن شریف میں استعمال کیا گیا ہے اور حضرت مسیح کے متعلق نہیں ہے اسلئے ثابت ہوا کہ (نعوذ باللہ) حضرت مسیح کا درجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلند تھا۔ یہی سوال حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور ایک عیسائی نے پیش کیا۔ جس پر حضور نے ایک بڑی جامع اور مبسوط تقریر فرمائی۔ ہم اس تقریر سے نوٹ لیکر مندرجہ ذیل سطور ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذنب کا لفظ آیا ہے اور حضرت مسیح کے لئے نہیں آیا۔ اسلئے حضرت مسیح کو فضیلت حاصل ہے اسکے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا قرآن شریف نے حضرت مسیح کی کوئی ایسی خصوصیت بیان کی ہے جو انہیں تمام انسانوں سے ارفع اور اعلیٰ ثابت کرسکتی ہے۔ یا نہیں اور کسی ایسی بات کو جو کسی اور انسان میں نہ پائی جاتی ہو قرآن شریف انکی طرف منسوب کرتا ہے یا نہیں۔ ہمیں تو کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوتی۔ جو صرف حضرت مسیح کے لئے خصوصیت کا درجہ رکھتی ہو۔ قرآن شریف میں حضرت اسمٰعیل کی نسبت صادق کا لفظ آیا ہے اور مسیح کے لئے نہیں آیا۔ قرآن شریف میں اور کئی نبیوں کے متعلق صالح کا لفظ آیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح کے لئے نہیں آیا۔ قرآن شریف میں کئی نبیوں کے متعلق محسن کا لفظ آیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح کے لئے نہیں آیا۔ تو کیا اس سے یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ چونکہ حضرت مسیح کے لئے یہ الفاظ نہیں آئے۔ اس لئے وہ صادق نہیں تھے۔ صالح نہیں تھے محسن نہیں تھے اگر یہ قاعدہ صحیح مان لیا جائے۔ کہ قرآن شریف میں جو لفظ کسی نبی کے متعلق آیا ہے وہ اوروں کے لئے نہیں ہوسکتا۔ اور دوسرے اس لفظ کے مطلب سے خالی ہوتے ہیں تو یہ ایک بہت غلط راہ ہے کیونکہ اس طرح خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں کی بے ادبی اور گستاخی ہوتی ہے جو بہت بڑا گناہ ہے اور نہ ہی قرآن شریف اس بات کو جائز اور روا رکھتا ہے۔ اس میں کسی نبی کی نسبت شاکر کسی نبی کی نسبت محسن۔ کسی کی نسبت صابر اور اسی قسم کے بہت سے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور بعض نبیوں کے لئے نہیں آئے تو اس سے یہ نتیجہ کسی صورت میں بھی نہیں نکالا جاسکتا۔ کہ جن نبیوں کے متعلق یہ الفاظ نہیں آئے۔ ان میں یہ صفات نہ تھیں۔ کیونکہ اگر نتیجہ کو صحیح سمجھ لیا جائے۔ تو ماننا پڑیگا کہ بعض نبی صالح تھے بعض نہیں تھے بعض شاکر تھے بعض نہیں تھے بعض محسن تھے بعض نہیں تھے۔ بعض خدا تعالیٰ کے دوست تھے بعض نہیں تھے۔ بعض نرم دل تھے بعض اسکے خلاف تھے لیکن ان باتوں کو عقل ہرگز تسلیم نہیں کرسکتی اور نہ ہی قرآن شریف کی یہ تعلیم ہے اگر ہمیں ایسی مثالیں قرآن شریف سے نہ ملتیں۔ اور اسی طرح ہوتا کہ جو لفظ کسی کی نسبت استعمال کیا گیا ہے وہ صرف اس سے تعلق رکھتا ہو اور اسکے بغیر کوئی دوسرا اسمیں شریک نہیں ہوسکتا۔ تو ہم اس قاعدہ کو صحیح مان لیتے۔ لیکن جب قرآن شریف میں ایسے کوئی الفاظ نہیں ہیں۔ اور اس میں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا گیا تو ہم اس قاعدہ کو صحیح نہیں کرسکتے اور قرآن شریف کا طرز عمل ہی اس قاعدہ کو فضول قرار دیتا ہے۔ اگر آج ان تمام نبیوں کے ماننے والے دنیا میں موجود ہوتے جنکی نسبت قرآن شریف میں ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو باقیوں کے لئے نہیں کئے گئے تو اس قاعدہ کے مطابق انکا ہی حق تھا کہ ان خصوصیات کو اپنے ہی نبی تک محدود بتاتے اور دوسرے انبیاء کو ان سے محروم سمجھکر اندھیر مچا دیتے۔ لیکن قرآن شریف نے کہیں کل من الصٰلحین کہیں کذٰلک نجزی المحسنین وغیرہ وغیرہ سے بتا دیا ہے کہ ہر ایک جو صالح اور محسن ہو اور عمدہ صفات رکھنے والا ہو وہ خدا کے حضور پسندیدہ ہے۔ ہر ایک کا نام بتا کر کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تم نیک ہو تم محسن ہو تم صالح ہو وغیرہ وغیرہ اور اس طرح بیان کرنا بلا ضرورت اور لغو ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کا ایک لفظ ایک شوشہ بھی بلا ضرورت اور لغو نہیں ہے جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے وہ نہایت ضروری اور مفید ہے۔ یہ قرآن اور دوسری کتابوں میں فرق ہے اور ہر ایک آسانی سے اسکو دیکھ سکتا ہے قرآن شریف گذشتہ انبیاء کے تاریخی واقعات کو لیتا ہے اور بائبل بھی لیکن قرآن شریف اس قسم کا واقعہ لیتا ہے جس قسم کی ضرورت پیش آئی ہوں اور اسی قدر لیتا ہے جتنی کہ ضرورت ہو۔ زائد از ضرورت باتوں کو ہرگز بیان نہیں کرتا لیکن بائبل میں یہ بات نہیں پائی جاتی ہے اس میں بہت سے ایسے قصے ہیں جن کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا لیکن قرآن شریف میں جہاں کہیں کسی تاریخی واقعہ کا ذکر ہے وہاں اسکا اتنا ہی حصہ بیان کیا گیا ہے جو کہ دین سے تعلق رکھتا ہے اور جس سے روحانیت میں ترقی ہوتی ہے دیکھو حضرت ابراہیم ع کے ہاں اولاد پیدا ہونیکا قرآن شریف نے ذکر کیا ہے اور اسلئے کیا ہے کہ اس ذکر سے روحانیت کو فائدہ پہنچتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے ایسے وقت میں اولاد عطا فرمائی تھی کہ عام طور پر ایسے حالات کی موجودگی میں اولاد نہیں ہوتی اور یہ خدا تعالیٰ کا انپر انعام اور فضل تھا جسکو قرآن شریف نے بیان کیا ہے

قرآن شریف میں حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب کے بیٹوں کے پیدا ہونیکا ذکر نہیں کیوں؟ اسلئے کہ وہ ایسی تاریخی باتیں ہیں جن سے روحانیت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اسلئے انکا بیان کرنا قرآن نے چھوڑ دیا پھر حضرت موسیٰ کے بھائی ہارون کا قرآن میں ذکر ہے کیونکہ وہ نبی تھا۔ لیکن موسیٰ ع کے ماں باپ کا ذکر نہیں ہے اس طرح جسقدر بھی حضرت آدم حضرت یوسف۔ حضرت زکریا حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ وغیرہم کے قصص قرآن شریف میں درج ہیں انکو لو۔ انکے بیان کرنیکا کوئی نہ کوئی مذہبی اور روحانی مقصد ہوگا اور ایسا ہونا ضروری بھی ہے کیونکہ قرآن شریف کوئی تاریخی کتاب نہیں ہے بلکہ ایک مذہبی کتاب ہے اسلئے یہ صرف روحانیت میں ترقی دینے والی باتیں بیان کرتی ہے اسکے علاوہ ان باتوں کو بھی بیان کرتی ہے جن کا تعلق گزشتہ انبیاء سے ہو اور وہ غلط طور پر پھیل گئی ہوں پس قرآن گزشتہ انبیاء کا ذکر اسلئے نہیں کرتا کہ وہ نبی ہو گزرے ہیں بلکہ اسلئے کرتا ہے کہ جو انپر اعتراض کئے جاتے ہیں انکا جواب دے اور انکی تردید کرے دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم ہوا تھا۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوگئے تھے۔ اسلئے کوئی نادان ان کے متعلق کہہ سکتا تھا کہ وہ سنگدل ہونگے اسلئے تو اپنے بیٹے کے قتل کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے اور یہ انپر اعتراض پڑتا تھا قرآن شریف نے اسکو دور کرنے کے لئے کہا ہے کہ ابراہیم تو بہت نرم دل تھا۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ انکا اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی طیاری کرنا خدا تعالیٰ کی رضا اور حکم کے ماتحت تھا۔ اسی طرح حضرت سلیمان کی نسبت یہود کہتے تھے اور اب تک بائبل میں یہ موجود ہے کہ انہوں نے شرک کیا تھا قرآن شریف نے کہا کہ

وما کفر سلیمان ۔ سلیمان کافر نہیں تھا ۔ اور نہ اس نے کفر کیا تھا بلکہ اسپر یہ الزام لگانے والے خود کافر ہیں ۔ اسکو دیکھکر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت سلیمان کے متعلق تو قرآن شریف میں آگیا ہے کہ انہوں نے کفر نہیں کیا ۔ اور دوسرے انبیاء کے متعلق چونکہ نہیں آیا اسلئے انہوں نے کیا ہے اسی طرح حضرت مسیح پر یہود نے الزام لگایا تھا کہ وہ ولد الزنا ہے اور قرآن شریف نے اسکا اس طرح ازالہ کیا کہ مسیح کی والدہ نیک اور متقی تھی اسلئے اسپر یہ الزام نہیں لگ سکتا تو قرآن شریف میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اسکا ایک ایک فقرہ اور ایک ایک لفظ حق و حکمت سے بھرا ہوا ہے اور کوئی بات زائد نہیں ہے بلکہ جس ترتیب اور انتظام سے قرآن شریف کے فقرے اور لفظ رکھے ہوئے ہیں ان میں بھی بڑی حکمت ہے اور ان کے ذرا آگے پیچھے کرنے سے کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے مثال کے طور پر میں ایک آیت بتاتا ہوں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون ۔ اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون ۔ اس میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو اسپر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا ہے اور جو اسپر بھی ایمان لاتے ہیں جو کچھ کہ تجھ سے پہلے اتارا گیا ہے اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں ۔ اور یہی کامیاب ہونیوالے ہیں ۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ اتارا گیا ہو اسپر ایمان لانا پہلے فرمایا گیا ہے اور جو کچھ دوسرے انبیاء پر اتارا گیا اسپر ایمان لانا بعد میں فرمایا ہے حالانکہ بظاہر اس طرح درست معلوم ہوتا ہے کہ پہلے گزشتہ نبیوں کا ذکر ہونا چاہیئے تھا کیونکہ وہ پہلے آچکے ہیں لیکن در اصل جس ترتیب سے خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے وہی درست ہے اور اسکے خلاف بالکل غلط ہو جاتا ہے دیکھو وہ شخص جو ہندوؤں سے آکر مسلمان ہوتا ہے وہ حضرت مسیح کو بھی نبی مانیگا لیکن حضرت مسیح کو وہ اسی وقت نبی مانیگا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر مسلمان ہو جائیگا اسی طرح کوئی بدھ ازم والا اگر قرآن شریف کو مانے تو وہ تمام انبیاء کے ماننے والا بھی ہو جائیگا ۔ اور انکا ماننا اسکے لئے ضروری ہوگا تو چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے توسط سے پہلے انبیاء پر ایمان لایا جاتا ہے اسلئے آپ پر ایمان لانا پہلے رکھا اور دوسرے انبیاء پر بعد میں ۔

تو یہ اصل ہے کہ قرآن شریف کوئی زائد بات تو بیان نہیں کرتا اسلئے کوئی شخص اس سے یہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا ۔ کہ قرآن کے ایک نبی کے متعلق کوئی بات بیان کرنے پر اسکو اسی حد تک محدود رکھے اور دوسروں کو اس سے محروم سمجھے عیسائی جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کے متعلق قرآن میں ذنب کا لفظ نہیں آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آیا ۔ اسلئے حضرت عیسیٰ کی شان اعلیٰ ہے یہ بالکل لغو بات ہے کیونکہ قرآن شریف نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق فیصلہ کر دیا ہوا ہے کہ ان کا درجہ کیا ہے ؟ چنانچہ ایک جگہ فرمایا ان مثل عیسٰی عند اللہ کمثل آدم یعنے عیسےٰ کی مثال خدا تعالےٰ کے نزدیک آدم کی مانند ہے اگر آدم سے وہی حضرت آدم مراد لئے جائیں جو انسان کی ابتدا کا باعث ہوئے ہیں تو وہ عیسائی عقیدہ کی رو سے گنہگار رہیں اور انہیں کے گناہ کا خمیازہ تمام لوگ دنیا میں اٹھا رہے ہیں ۔ جب انکی مانند خدا تعالےٰ کے نزدیک حضرت عیسےٰ بھی ہوئے تو عیسائی صاحبان کو یہ ماننا پڑیگا کہ اگر حضرت آدم گنہگار ہیں تو حضرت مسیح بھی گنہگار رہیں اور اگر حضرت مسیح گنہگار نہیں تو حضرت آدم بھی نہیں ہیں کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی مثال ہیں اور اگر آدم کے معنی ہر ایک انسان کئے جائیں تو بھی مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں رہتی ۔ اگر دنیا کے تمام لوگ بیگناہ ہوتے ہیں تو حضرت مسیح بھی ویسا ہی ہوگا اور اگر نہیں تو وہ بھی نہیں ہو سکتا ۔ اس سے مسیح کی خصوصیت اڑ گئی خدا تعالےٰ نے آدم کے ساتھ حضرت مسیح کی مثال دیکر عیسائیت پر ایک ایسا حربہ چلایا ہے کہ کوئی اسکا جواب نہیں دے سکتا اور نہ ہی کسی سے کوئی جواب بن پڑتا ہے ۔

پھر دوسری جگہ قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ۔ یعنے مسیح ابن مریم کے متعلق کوئی خاص خصوصیت نہ سمجھ لینا وہ اور تو کچھ نہیں تھا صرف رسول تھا اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں ان سے انکا بھی مقابلہ کر کے دیکھ لو اب اگر مسیح بیگناہ ہے تو اس آیت کے رو سے سارے رسول بیگناہ ثابت ہو گئے ۔ کیونکہ حضرت مسیح بھی انہیں کی طرح کے ایک رسول تھے ۔ اور قرآن شریف کہتا ہے کہ جو کچھ پہلے نبیوں کا درجہ اور حالات تھے انہی سے انکا بھی مقابلہ کر لو یہ بھی اسی طرح کا رسول ہے اور کوئی اچنبے کی بات نہیں ہے ۔

پھر قرآن شریف فرماتا ہے و زکریا و یحیٰی و عیسٰی و الیاس کل من الصلحین ۔ اور زکریا یحییٰ ۔ عیسٰی اور الیاس تمام کے تمام صالحین میں سے تھے یعنے یہ چاروں نبی ایک ایسی نیکی میں شامل ہیں اگر عیسائی صاحبان باقی تمام انبیاء کو گنہگار قرار دیتے ہیں تو انہیں حضرت مسیح کو گنہگار کہنا پڑیگا کیونکہ ان کی نیکی میں اور نبی بھی شامل ہیں اور انہیں ان سے کوئی خاص خصوصیت حاصل نہیں ہے ۔

عیسائی صاحبان نے ایک غلطی کھائی ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے اپنے مسیح کی عزت بڑھانے کے لئے غلط راستہ سے کوشش کی ہے انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ اور نبیوں کو (نعوذ باللہ) ذلیل کرنے سے مسیح کی عزت بڑھ جائے گی اسلئے انہوں نے ہر ایک نبی کی عیب شماری کرنی شروع کر دی ہے اور اس غلط راستہ میں پڑ گئے حالانکہ کسی کو ذلیل کر کے عزت حاصل نہیں کیجا سکتی اور نہ ہی ایسی عزت کو عزت کہا جا سکتا ہے عزت تو اس کو کہتے ہیں کہ دوسروں کو معزز ثابت کر کے پھر ان پر فوقیت ثابت کیجائے مثلاً ایک آدمی اگر کہے کہ میرے پاس اتنی دولت ہے کہ جو ہر طوں کے پاس نہیں ہے لوگ میری اتنی عزت کرتے ہیں جتنی چوہڑوں کی نہیں کیجاتی تو اسے کوئی دولتمند اور معزز نہیں سمجھیگا ۔ ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ میرے پاس دوسرے مالداروں سے زیادہ دولت ہے اور میں دوسرے عزت لوگوں سے زیادہ عزت رکھتا ہوں تو وہ معزز کہے جانے کے قابل ہو سکتا ہے تو دوسرے انبیاء کو گنہگار ثابت کر کے حضرت مسیح کی فضیلت نہیں ثابت ہو سکتی فضیلت تو تب ہی ثابت ہو سکتی ہے جبکہ دوسروں کو بھی پاک قرار دیکر پھر مسیح کی فضیلت ثابت کیجائے قرآن شریف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور برتری اس طرح ثابت کی ہے کہ قرآن کہتا ہے موسیٰ عیسیٰ سلیمان وغیرہ تمام انبیاء اچھے تھے ۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا اور افضل ہے یہی اصل میں عزت ہوتی ہے یہ جاہلوں اور کمینہ لوگوں کا کام ہوتا ہے کہ دوسروں کو گرا کر اور انکی لاشوں پر بیٹھکر بڑا بننے کی کوشش کرتے ہیں ۔ لیکن اسطرح کبھی کوئی بڑا نہیں بن سکتا ۔ بڑا اور معزز وہی ہوتا ہے جو معززوں اور بڑوں کی صف میں سے اعلیٰ ہو ۔ قرآن شریف نے وہ برائیاں جو انبیاء کی طرف منسوب کیجاتی ہیں مٹائی ہیں اور ان اعتراضوں کو جو ان پر کئے جاتے ہیں دور کیا ہے اور ہر ایک کو سچا راستباز متقی پرہیزگار بنا کر پھر کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک نبی سے ہر ایک صفت میں اعلیٰ ہیں علیا ہیں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے

۸ جنوری ۱۹۱۵ء کو دیا۔

چونکہ میری طبیعت علیل ہے۔ اسلئے میں زیادہ نہیں بول سکتا۔ لیکن ایک ضروری بات ہے۔ اس کی طرف آپ لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ قریباً ڈیڑھ دو مہینہ سے قادیان کے اردگرد کے گاؤں میں ایک حلقے کی طرح طاعون پھیلا ہوا ہے۔ میں بہت دعائیں کرتا رہا ہوں کہ الٰہی قادیان کو محفوظ رکھیئے۔ ہمارا سالانہ جلسہ ہونے والا ہے۔ ہجوم ہوگا۔ ایسے ہجوم میں تو اگر کوئی بیماری نہ ہو تو بھی خطرہ رہتا ہے۔ چہ جائیکہ قادیان میں طاعون ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کے ہونے تک قادیان کو محفوظ ہی رکھا ہے۔ لیکن اب سنتا ہوں کہ یہاں بھی کچھ کیس ہونے شروع ہو گئے ہیں یہ مرض مارچ۔ اپریل تک شروع رہتا ہے۔ اور بعض تو مئی میں بھی رہتا ہے۔ اس کے لئے دوستوں کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ ہوشیار آدمی پر اگر دشمن کا حملہ ہو بھی جائے تو وہ برداشت کر لیتا ہے لیکن جس پر غفلت کی حالت میں حملہ ہو وہ بہت مشکل سے اپنی جان بچا سکتا ہے۔ سو تمہیں ہوشیاری اختیار کرنی چاہیئے ❊

جب کسی جگہ آگ لگتی ہے تو باقی مکانوں کو بچانے کا آسان طریق یہ استعمال کیا جاتا ہے کہ درمیان کے کچھ مکان گرا دیئے جاتے ہیں تاکہ انکی وجہ سے دوسرے مکانوں تک بھی آگ نہ پہنچ جائے۔ اس طرح مکان گرا لینے سے دوسرے جلنے سے بچ جاتے ہیں۔ انسان کو بھی چاہیئے کہ اس آگ کے وقت اپنے نفس کی شرارتیں اور برائیاں گرا دے تاکہ محفوظ ہو جائے۔ پس تم بہت دعاؤں سے کام لو۔ بیماریاں تو ہوا ہی کرتی ہیں۔ لیکن طاعون عذاب کے طور پر ہے۔ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفوں کے لئے ہے۔ ہماری جماعت کو اس سے بہت ڈرنا چاہیئے۔ تم خاص طور پر دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام جماعت کو اور خصوصاً قادیان میں رہنے والوں کو اس سے محفوظ رکھے۔ مصیبت اور عذابوں سے بچنے کے لئے صدقہ ایک عمدہ چیز ہے۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔ دنیا میں گورنمنٹ رعایا کے بچاؤ کے سامان کرتی ہے۔ اگر کہیں آگ لگ جائے تو فائر بریگیڈ کے پانی کے نلکے لے جا کر آگ بجھا دی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے بھی روحانی آگ کے بجھانے کے لئے سامان کیا ہوا ہے اور وہ صدقہ ہے۔ دنیا میں جس کے گھر آگ لگتی ہے وہ فوراً فائر بریگیڈ کے محکمہ میں اطلاع دیتا ہے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ جب خدا کے غضب کی آگ لگی ہوئی دیکھے تو صدقہ کرنا شروع کر دے اس سے فائر بریگیڈ کی طرح ہی آگ بجھ جاتی ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے۔ اور وہ یہ کہ ہر ایک انسان یہ پسند کرتا ہے کہ اس سے تعلق رکھنے والی چیزیں ایسے لوگوں کے ماتحت ہوں جو نرم دل ہوں۔ باپ ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا نرم دل اور رحم کرنے والے استاد کے سپرد ہو۔ اور کبھی وہ یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کے لڑکے کا استاد ظالم اور بدخو ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو ماں باپ سے زیادہ انسانوں سے تعلق رکھنے والا ہے وہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی مخلوق جابر اور ظالم لوگوں سے دکھ میں رہے تو جب انسان صدقہ دے کر خدا کی مخلوق سے نیک سلوک کا اظہار کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ان پر مہربان ہو جاتا ہے۔ اسلئے صدقہ بہت مفید چیز ہے۔ پس تم صدقہ دو۔ غربا اور مساکین کو کھانا اور کپڑے بنوا دو۔ اور دعائیں مانگو کہ جہاں کہیں بھی ہماری جماعت کا کوئی آدمی ہے خدا اسے بچائے۔ اور طاعون ہماری ہلاکت نہیں بلکہ جیسا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ ترقی کا موجب ہو ❊

استفسار

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت خلیفہ اول اور خود حضور کی تصاویر بکتی ہیں۔ کیا یہ حضور کو پسند ہے؟

فرزند علی

الجواب۔ سوائے کسی خاص ضرورت کے ایسی تصویروں کا خریدنا یا بیچنا میں نہایت ہی ناپسند کرتا ہوں۔

دستخط۔ مرزا محمود احمد

نومبائعین

میاں محمد دریام صاحب سیدوالہ	میاں بلاقی صاحب سامانہ
عبد الحکیم صاحب ضلع بھاگپور	میاں عبد العزیز صاحب "

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

"پیغام والوں کا چیلنج منظور"

اخبار زمیندار مورخہ ۱۳- جنوری ۱۹۱۵ء میں ایک مضمون احمدی انجمن اشاعتِ اسلام کے عنوان سے چھپا ہے جس میں مفصلہ ذیل فقرے درج ہیں :-

(خواجہ صاحب نے) صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے رفقاء جو جناب مرزا صاحب کے درجہ کے متعلق اسقدر غلو کر رہے ہیں اور انکے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں ان کو پرزور الفاظ میں نصیحت کی کہ افراط و تفریط کی راہ چھوڑ کر میانہ روی اور اعتدال اختیار کریں۔ اور محکمات کو چھوڑ کر محض متشابہات پر اپنے عقیدہ کی بنیاد نہ رکھیں اور صاحبزادہ صاحب کو خود امر متنازعہ فیہا میں قرآن و حدیث و تحریرات جناب مرزا صاحب مرحوم کی بنا پر اپنے ساتھ فیصلہ کرنے کی دعوت کی۔

مولوی محمد علی صاحب نے بھی بارہا نبوت کے متعلق اس قسم کا بیان شائع کیا ہے اور ہمیں غلو کا الزام لگایا ہے۔

خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کا چیلنج (سیدنا حضرت خلیفہ ثانی مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ کے منشائے تحت) منظور ہے۔ وہ جناب خلیفۂ وقت کے مقرر کردہ مناظر کے ساتھ سیدنا مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے درجہ کے متعلق قرآن مجید و حدیث و تحریرات جناب ممدوح کے ساتھ مناظرہ کرلیں۔ اگر خواجہ صاحب اور مولوی صاحب قادیان تشریف لائینگے تو ان کا سفر خرچ اور ایام رہایش دارالامان کی ضیافت (انکی اور انکے تمام رفقاء) کی ہمارے ذمے ہوگی۔ اور اگر وہ دارالامان کو دارالحرب والفساد سمجھتے ہیں۔ تو ہمارے مناظر وہاں لاہور پیغام بلڈنگس میں پہنچ سکتے ہیں۔ اس صورت میں تمام اخراجات سفر و رہایش ہم خود ہی برداشت کرینگے۔ آپ صاحبان کو تکلیف نہ دیجائیگی۔ صرف حفظ امن کی ذمہ واری لے لیں۔ تاریخ اور شرائط متعلقہ سے اطلاع دیں تاکہ اسکے مطابق تعمیل کی جائے۔ ابتدائی منظوری آنے کے بعد مناظر دوسری شرائط تعداد تقاریر و دیگر امور متعلقہ کا فیصلہ کرکے شائع کرادیں گے۔

ایڈیٹر الفضل